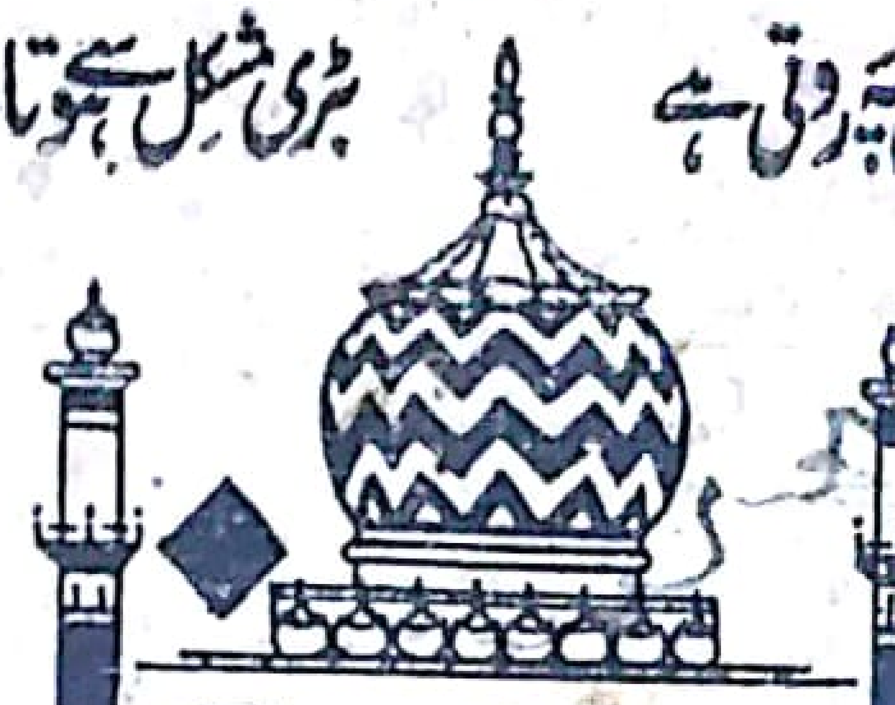
۴۸۶

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا



رہبر اعظم

حق و صداقت کی تصویر، حسن و اخلاق کا پیکر، سب کے رہبر
حضور الحاج مولانا مصطفےٰ رضا خاں مفتی اعظم ہند کی زندگی
آغوشِ مادر سے آغوشِ لحد تک

مرتب
ڈاکٹر شرافت اللہ - ایم - اے - بی ایڈ

تزئین کار:- محترم جناب عبدالرحمٰن خاں صاحب استاد دانش گاہ اسلامیہ انٹر کالج بریلی

زیر اہتمام
مشتاق حسین فرینڈس بک کارنر اسلامیہ مارکیٹ

٧٨٦
٩٢

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا
اقبال

رہبر اعظم

حق و صداقت کی تصویر، حسن و اخلاق کا پیکر، اب کے
رہبر حضور الحاج مولانا محمد مصطفٰے رضا خاں
مفتیٔ اعظم ہند رضی اللہ عنہ کی زندگی
"آغوشِ مادر سے آغوشِ لحد تک"

مرتبہ
شرافت اللہ

ایم۔ اے انگریزی، ایم۔ اے۔ اردو، بی ایڈ
مسجد آخون زادے جسولی بریلی

زیرِ اہتمام
مشتاق حسین فرینڈس بک کارنر اسلامیہ مارکیٹ
بریلی

قیمت

[illegible]

انتساب

میں اپنی اس کوشش کو معلم انسانیت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی سے معنون کرتا ہوں جنکی شمع ہدایت کی روشنی پھیلانے کے لیے حضور مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے، اور تمام زندگی اپنے پیارے محبوب، خاتم الانبیاء کی تعلیمات دوسروں تک پہنچاتے رہے۔ عشق رسول میں ڈوب کر مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

تو شمع رسالت ہے عالم تیرا پروانہ :: تو ماہِ نبوت ہے اے جلوۂ جانانہ

اس عالم انسانیت کے آخری پیغمبر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ التجا ہے کہ تمام مسلمانوں کو یہ توفیق عطا ہو کہ وہ سنت رسول پر عمل کریں اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی محبت انکی عنایت، انکی شفاعت کا خواستگار رہوں۔

بخشش کا طالب

شرافت

بریلی شریف

یہ بریلی شریف ہے یہ مرکز ہے اہل سنت وجماعت کا۔ یہ شہر ہے حکمت و کرامت کا۔ اس شہر میں عاشقان رسول کی بڑی تعداد رہتی ہے۔ یہ چاروں طرف دریاؤں سے گھرا ہوا ہے پھر بھی سیلاب سے محفوظ رہتا ہے۔ چاروں طرف انڈسٹریز ہیں جن کے دھوئیں فضا کو گندہ کرتے ہیں پھر بھی ساکنان شہر آفات ارضی وسماوی سے قطعی محفوظ رہتے ہیں۔ اللہ کی برکتوں کا یہ عالم ہے کہ یہ شہر مہلک بیماریوں، فرقہ وارانہ فسادات سے مکمل طور پر پاک ہے، ہندو مسلم، سکھ، عیسائی و دیگر مذاہب کے لوگ باہمی میل جول سے رہتے ہیں مذہبی سیاسی، معاشی سطح پر قومی ایکتا کی بے نظیر مثال صرف بریلی شریف میں دیکھنے کو ملتی ہے۔ بریلی شریف میں ذخیرہ، جسولی، ملوکپور، پرانا شہر، مسلمان آبادی کے گنجان علاقے ہیں خصوصیت سے پرانے شہر میں تمام مسلمان دینی وملی جوش جذبہ کی زندہ تصویر ہیں۔ نئے شہر کے علاقے ذخیرہ جسولی، ملوکپور میں قومی اتحاد کی لہر بہت شدید ہے۔ دنیائے اسلام کے کسی حصہ پر مصیبت یا زوال آئے۔ بریلی شہر کے مسلمان ایسا محسوس کرتے ہیں جیسے یہ سب کچھ ان پر بیت رہا ہے۔ اس نگری میں مسلمان آسودہ حال بھی ہیں اور غربت کا شکار بھی ہیں، اگر ایک طرف غربت ہے تو دوسری طرف اخوت ومحبت بھی ہے۔ مفلسی ہے لیکن مہمان نوازی بھی حد سے زیادہ ہے۔ علم دین حاصل کرنے کی چاہت بھی ہے، ہمارے اوپر اللہ کی رحمتوں کی بارش ہوتی رہتی ہے۔ جب ہی تو تمام دنیائے اسلام سے اسلام کے شیدائی علم حاصل کرنے بریلی شریف آتے ہیں۔ اس مقام پر جس کو ہم مرکز اعلیٰحضرت کہتے ہیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں پر ہمارے مفتیٔ اعظم ہند کی زندگی آغوش مادر سے آغوشِ لحد تک عجب شان سے گزری کہ حضرت راز الہ آبادی کو

کو کہنا پڑا سہ

دیکھنا چاہے تو چل دیکھ بریلی میں انھیں　　تجھ کو دنیا ہی میں ملجائیں گے جنت والے
جھولیاں مانگنے والوں کی ابھی خالی ہیں　　کاش اٹھ جائیں ترے ہاتھ سخاوت والے
چہرۂ مفتیٔ اعظم کو برابر دیکھو　　روز ملتے نہیں یہ چاندسی صورت والے

حق تو یہ ہے کہ بریلی کو مرکز اہلسنت وجماعت بنانے کا اہم کام اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کیا اور ساکنان بریلی کو جو عزت ووقار ملا وہ حضور مفتیٔ اعظم کی نگاہِ کرم کا فیض ہے۔

خاندان حضور مفتیٔ اعظم ہند کی بریلی میں آمد

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا خاندانی سلسلہ قندھار کے پٹھان خاندان سے ملتا ہے۔ آپ کے بزرگوں میں حضرت محمد سعید یار خاں ایک باحیثیت اور باعزت شخص تھے۔ آپ سلطان محمد نادر شاہ کے ہمراہ لاہور آئے۔ لاہور سے آپ دہلی آگئے یہاں پر آپ ششش ہزاری منصب پر فائز رہے شاہان مغلیہ میں آپ کی بہت عزت تھی اس لیئے ایک مخصوص مہم کو سر کرنے کے لیئے آپ کو بریلی بھیجا گیا آپ نے اس مہم کو بہت خوش اسلوبی سے سر کیا اور اس پر فتح پائی۔ بادشاہ دہلی کو جب یہ خبر ملی تو اس نے آپ کو بریلی کا صوبیدار بنانے کا حکم صادر کیا۔ جس وقت شاہی فرمان بریلی پہنچا آپ اس وقت بستر مرگ پر تھے۔ آپ نے اپنے تین بیٹے چھوڑے جن کے نام اعظم خاں، معظم خاں اور مکرم خاں تھے۔

ہمارے حضور مفتی اعظم ہند کا سلسلہ قبلہ اعظم خاں سے قریب ہے آپ ایک فقیر صفت انسان تھے آپ کے صاحبزادے حافظ محمد کاظم علی خاں نے سرکاری عہدہ حاصل کیا۔ آپ شہر بدایوں کے باوقار تحصیلدار تھے۔ تقریباً آٹھ گاؤں کی جاگیر حاصل تھی۔ دوسو سوار کا دستہ خدمت کیلئے

مامور تھا۔ آپ کے گھر میں ہی قطب الوقت مولانا رضا علی خاں رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی، آپ کو فقر و تصوف میں کمال حاصل تھا، آپ کا اخلاق مشہور ہے۔ آپ کی بات میں بڑی تاثیر تھی سننے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ حضرت مولانا رضا علی خاں رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ حضرت مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ ایک پایہ کے بزرگ تھے۔ آپ نے بے شمار کتابیں لکھی ہیں۔ آپ کے ہمعصر حضرات کا کہنا ہے کہ آپ ولی کامل، عارف باللہ تھے۔ آپکو شیخ طریقت و شریعت کہنا بجا ہے۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ

حضرت مولٰنا نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ کی رضا حاصل تھی، اسلئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو بیٹا عطا کیا ان کا نام ان کے دادا صاحب نے "احمد رضا" اور والد بزرگوار نے "محمد" رکھا۔ اعلحضرت کا تاریخی نام "المختار" ہے۔ جس کے حروف ابجد نکالنے سے ۱۲۷۲ھ نکل آتا ہے یعنی

ا　ل　م　خ　ت　ا　ر

۱+۳۰+۴۰+۶۰۰+۴۰۰+۱+۲۰۰ = کل ۱۲۷۲ھ ہجری

ہمارے اعلحضرت کی پیدائش محلہ جسولی میں ہوئی یہ محلہ بریلی سٹی اسٹیشن سے بہت قریب ہے اس محلے کی مسجد آخون زادے ایک تاریخی مسجد ہے۔ اعلحضرت کی پیدائش ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ روز چہار شنبہ (بدھ) بوقت ظہر ہوئی تھی۔ انگریزی کلنڈر کے مطابق یہ تاریخ ۱۴ جون ۱۸۵۶ء عیسوی ہوتی ہے۔ کتنی حیرت کن بات ہے کہ آپ کی پیدائش سے ٹھیک ایک سال بعد ہندوستان میں غدر رونما ہوا۔ یہ ہندوستان کے عوام کی پہلی نامکمل کوشش تھی جسمیں انھوں نے انگریزی اقتدار کی جڑوں کو اکھاڑ پھینکنا چاہا تھا اسی انقلاب نے

آگے چل کر ہندوستان کی تحریک کو مضبوط بنایا، دوسری طرف مسلمانوں کے فرسودہ عقائد، مسیحیت و دیگر خیالات کے زبردست اثرات کے خلاف اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا مبارک قدم اٹھایا ہندوستان کا غدر ناکام رہا۔ انگریزوں کا تسلط اور گہرا ہو گیا مگر ہمارے اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جو قدم اٹھایا تھا اس میں پروردگار نے فتح مبین عطا فرمائی۔ آپ نے ایک صالح تعمیری نظریہ سنت رسول کے نام سے پیش کیا۔ یہ آپ کی بے مثال کوششوں کا نتیجہ ہے کہ آج سنی عقائد پر یقین رکھنے والے صرف بریلی شریف ہی میں نہیں بلکہ تمام دنیا میں موجود ہیں۔ یہ عاشقان رسول اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ وہ شریعت اسلام کے اس مجتہد سے منسلک ہیں جن کو اللہ نے خداداد نعمتوں سے نوازا تھا۔ آپ کے داداجان حضرت مولانا رضا علی خاں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ "میرا یہ بیٹا بہت بڑا عالم ہوگا۔ آپ ایک ہی وقت میں مفسر، محدث، مفتی، قاری، حافظ، شاعر، مصنف، ادیب، عالم، فاضل، شیخ طریقت اور مجدد شریعت تھے۔ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عشق تھا جب بھی آپ پر محویت طاری ہوتی آپ نعت رسول پڑھتے تھے آپ کے ایک سلام کو ہند و پاک کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی بڑی مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
شہر یارِ ارم تاجدارِ حرم نوبہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

آپ کے کلام میں بلا کی تاثیر ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق تھے۔ آپ سنت رسول کے پیرو تھے اور دوسروں کو ہمیشہ اس پر چلنے کی ہدایت فرماتے تھے۔ اللہ نے آپ کو وہ مرتبہ دیا کہ اپنے تو اپنے غیروں نے آپ کے علم و فضل کی داد دی ہے آپ کو جن علوم پر قدرت حاصل تھی ان کا احاطہ کرنا بہت مشکل ہے پھر بھی مختصر طور پر چند کا یہاں تذکرہ کرنا بہت ضروری ہے۔

(۱) علم قرآن (۲) حافظ قرآن۔ (۳) علم حدیث (۴) علم فقہ (۵) تفسیر (۶) علم کلام (۷) علم صرف و نحو (۸) علم منطق (۹) فلسفہ (۱۰) علم ہیئت (۱۱) علم ریاضی (۱۲) علم ہندسہ (۱۳) تصوف (۱۴) علم اخلاق (۱۵) علم تاریخ (۱۶) شاعری (۱۷) نثر نگاری (۱۸) علم جفر (۱۹) علم عروض و قوافی (۲۰) علم نجوم (۲۱) علم فن تاریخ، نکالنا (۲۲) نظم و نثر فارسی (۲۳) نظم و نثر ہندی (۲۴) خط نسخ (۲۵) خط نستعلیق وغیرہ وغیرہ۔

مندرجہ بالا علوم کے علاوہ آپ کو دیگر مسائل پر پورا عبور حاصل تھا آپ میں ایک بہترین معلم کی تمام خصوصیات موجود تھیں۔ جو کوئی آپ سے کچھ دریافت کرتا تھا۔ آپ اس کو وضاحت سے سمجھاتے تھے۔ لہجہ میں نرمی اور شفقت ہوتی تھی، آپ کے اخلاق کریمانہ سے سب متاثر تھے۔ آپ میں غرور و تمکنت نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ سب سے انکسار سے ملتے، نہ کسی کی شکایت کرتے نہ کسی سے بدلہ لینے کی سوچتے تھے۔

اعلیٰ حضرت کو نماز سے عشق تھا۔ آپ نماز کو پورے اہتمام سے ادا کرتے تھے نماز مسجد میں ادا کرتے۔ سب کو نماز پڑھنے کی تلقین کرتے۔ رمضان کے روزوں کے علاوہ آپ نفلی روزے بھی رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ روزہ بہت سی بیماریوں کی شفا ہے آپ سب کی مدد کرتے غریب و نادار طالب علموں کی مدد سب سے زیادہ کرتے تھے۔

اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر و مرشد حضرت شاہ آل رسول رحمۃ اللہ علیہ مارہروی کے درِ دولت پر حاضر ہوئے اور شیخ طریقت حضرت شاہ آل رسول رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر سلسلۂ عالیہ قادریہ میں بیعت کی، آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو خلافت کا شرف عطا فرمایا۔ یہ واقعہ ۱۲۹۴ھ کا ہے اس وقت آپ کی عمر تقریباً اکیس سال کی تھی۔ آپ کو صرف تین سال تک اپنے پیر و مرشد کا قرب حاصل رہا۔

۱۸۷۴ء میں اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا عقد مبارک ہوا ہجری ۱۲۹۱ھ ہوتی ہے اس طرح آپ کی شادی آپکی بیعت سے تین سال پہلے ہوئی۔ آپ کے پہلے صاحبزادے حضرت حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۱۸۷۵ء مطابق ربیع الاول ۱۲۹۲ھ کو ہوئی۔ حضرت حامد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے پایہ کے بزرگ ہوئے اور ان کو حجۃ الاسلام کا خطاب عطا ہوا۔

حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان

بریلی شریف کے محلہ سوداگران کا (جہاں اب حضرت اختر رضا خان قبلہ رہتے ہیں) وہ گھر کیسا نور سے جھلملا رہا ہوگا جہاں پر ہمارے مفتی اعظم ہند کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کی پیدائش انگریزی سن ۱۸۹۲ء اور ہجری سن ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ کو ہوئی۔ آپ کی پیدائش کے وقت آپ کے شفیق والد اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ بریلی میں قیام نہیں رکھتے تھے آپ اس وقت مارہرہ شریف میں تھے آپنے ایک خواب دیکھا کہ آپ کے گھر پر فرزند تولد ہوا ہے۔ آپنے خواب میں نام آل رحمٰن تجویز کیا۔ دوسرے دن آپکے پاس یہ خوشخبری پہونچی۔ آپ نے فوراً اپنے پیر و مرشد حضرت مخدوم شاہ ابوالحسین احمد نوری سے ذکر کیا۔ شاہ صاحب۔ شاہ آل رسول رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین تھے انھوں نے ابوالبرکات محی الدین جیلانی نام تجویز فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جب کبھی بریلی آیا تو اس مبارک بچہ کو ضرور دیکھوں گا۔

اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ بریلی تشریف لائے اور اپنے فرزند ارجمند کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے، عقیقہ کے وقت نام "محمد" لیا گیا اور عرفیت میں مصطفیٰ رضا خاں کہا گیا۔ اس طرح آپ دنیائے اسلام میں محمد مصطفیٰ رضا خاں، مفتیٔ اعظم ہند کے نام سے مخاطب کئے گئے آج آپ کے کروڑوں عقیدت مند صرف آپ کو مفتیٔ اعظم ہند کے نام سے پکارتے ہیں۔ آپ کے ایک عاشق

ابرار حسین ناز مرحوم بے ساختہ کہتے ہیں ؎

مفتیٔ اعظم زندہ باد! — مونس و ہمدم زندہ باد
پیکرِ صدق و صفا ہو تم — نائب احمد رضا ہو تم
ناز ہے جس پہ ملت کو — آج وہ رہنما ہو تم
صبر و توکل شیوہ ہے — زہد و ریاضت توشہ ہے
تقویٰ ہے بس پیشِ نظر — لب پہ اللہ ہی اللہ ہے
ناز بھی ہے اک دیوانہ — شمع رضا کا پروانہ
مفتیٔ اعظم زندہ آباد — مونس و ہمدم زندہ باد

اس سلسلہ میں ایم نسیم بریلوی کا ایک قطعہ بھی ملاحظہ کیجئے جو تقریباً ۲۵ سال قبل ہفت روزہ "اکوادث" بمبئی میں شائع ہوا تھا

قطعہ

عاشقِ صلّ علیٰ اور سنیت کے تاجدار
متقی حاجی و عالم پیر عالم زندہ باد!
باخدا روشن ضمیر و نائب خیر البشر
عکسِ ذاتِ اعلیٰحضرت مفتیٔ اعظم زندہ باد

حضور مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم و تربیت

اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی علمیت و فضیلت کا شہرہ چاروں طرف پھیل چکا تھا اور آپ سے اختلاف رکھنے والے بھی آپ کے علم و فضل کے قائل تھے۔ مولوی مودودی بانی جماعت اسلامی نے اپنے ایک مکتوب بنام قاضی کوکب النبیٰ صاحب صدر مجلس صداقت اسلام لاہور میں لکھا ہے۔ یہ خط مودودی صاحب کے مکاتیب حصہ اول صفحہ ۲۴۰ پر موجود ہے۔ مولوی مودودی صاحب نے عظمت اعلیٰحضرت کے متعلق لکھا ہے:-

"مولانا احمد رضا خاں کے علم و فضل کا میرے دل میں بڑا احترام ہے فی الواقع وہ علوم دینی پر بڑی وسیع نظر رکھتے تھے اور ان کی اس فضیلت کا اعتراف ان لوگوں کو بھی ہے جو ان سے اختلاف رکھتے ہیں۔"

اس خط میں مودودی صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ تمام مسلمانوں کو چاہیئے کہ "مولانا مرحوم و مغفور کی علمی خدمات سے عامۃ المسلمین کو روشناس کرائیں"۔

مندرجہ بالا اقتباس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اہمیت اس وقت دنیائے اسلام میں کیا تھی؟ ایسے باوقار عالم وقت کی آغوش میں حضور مفتی اعظم ہند نے پرورش پائی۔ بغیر کسی شک و شبہ کے یہ کہا جا سکتا ہے کہ مفتیٔ اعظم کو علمیت و فضیلت اپنے والد بزرگوار سے ورثہ میں ملی۔ آپ کی رسم بسم اللہ خود اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ہوئی۔ آپ کو علم سے بیحد شوق تھا لہذا اعلحضرت کی زیر سرپرستی آپ کی تعلیم و تربیت ہونے لگی آپ کے خصوصی اساتذہ حضرت علامہ شاہ رحم الٰہی صاحب منگلوری اور حضرت مولانا بشیر احمد صاحب علی گڈھی ہیں، تعلیم کا کچھ حصہ آپ نے حجۃ الاسلام حضرت حامد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا آپ اپنے ان بھائی سے تقریباً ۱۸ برس چھوٹے تھے۔

حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کو ابتداء سے پروردگار نے دینی کام کے لیے مقرر کر دیا تھا۔ آپ اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں فتاوی نویسی کا کام کرنے لگے تھے آپ نے درس و تدریس کا کام ایک معلم کی حیثیت سے نہیں کیا لیکن آپ کی رشد و ہدایت کا سلسلہ تمام زندگی جاری رہا۔ آپ کے علم و فن سے آپ کے عقیدت مندوں نے ہمیشہ فائدہ حاصل کیا۔ آپ کے فتووں کو تمام دنیا میں قدر کی نظر سے دیکھا جاتا ہے آپکی کتاب "فتاوی مصطفویہ" چھپ چکی ہے ابھی تک صرف اول و دوم جلد ہی شائع ہو سکی ہے اس کتاب میں آپ کے سیکڑوں فتوے ہیں جو آپ نے مختلف اوقات میں دیئے ہیں

جسمیں وہ تاریخی فتویٰ جو آپ نے رویت ہلال کے سلسلے میں دیا تھا یہ فتویٰ صدر ایوب خاں کے زمانہ میں پاکستان میں مانگا گیا تھا۔ آپ نے اس فتوے کے مطابق ہوائی جہاز سے چاند دیکھنا اور عید کرنا غلط بتایا تھا۔ ۲۶ جون ۱۹۷۵ء کو ہندوستان میں ایمرجنسی کا نفاذ ہوا۔ یہ زمانہ ہر قسم کے نظم و ضبط کا زمانہ تھا۔ حاکم و محکوم وہی کر رہے تھے جیسا حکم ان کو ارباب اقتدار سے مل رہا تھا۔ اسی دور میں خاندانی منصوبہ بندی نے کافی زور پکڑا۔ سرکاری سطح پر اس منصوبہ کو کامیاب بنانے کے لیئے حتی الامکان کوششیں ہو رہی تھیں ہر سطح پر پبلسٹی بھی خوب ہو رہی تھی، ایک طرف انعام و اکرام سے بھی نوازا جا رہا تھا اور دوسری طرف جبر و تشدد بھی کیا جا رہا تھا۔ ہندوستان میں ہندو مسلمان دو اکثریت والی قومیں آباد ہیں اور دونوں میں مذہبی رجحان پایا جاتا ہے۔ مسلمان خاص طور سے اس منصوبے کے خلاف تھے ارباب سیاست نے مسلمانوں کو مطمئن کرنے کے لیئے اسلامی ممالک کے مفتیان سے فتاوی منگوائے اور ان فتووں کی روشنی میں ایک فتوی مرکز اہلسنت و جماعت کے مفتی اعظم سے بھی مانگا گیا آپ نے بنا کسی خوف و خطر کے فتویٰ دیا اور خاندانی منصوبہ بندی یعنی (فیملی پلاننگ) کو غیر شرع بتایا۔ آپ کی جرارت اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ آپ ایک سچے عالم وقت تھے آپ نے یہ ثابت کر دیا کہ وقت اور سیاست کی نزاکتیں کچھ بھی ہوں لیکن مذہب اسلام کا فیصلہ اٹل ہے۔

حضور مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت اور خلافت کا واقعہ

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی پیدائش پر حضرت سیدی شاہ ابو الحسین نوری مارہروی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا کہ یہ بچہ دین و ملت کی بہت بڑی خدمت انجام دے گا۔ اس سلسلہ میں ایک مستند واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایکبار حضرت سیدی شاہ ابو الحسین نوری رحمۃ اللہ علیہ بریلی تشریف لائے اس وقت مفتی اعظم کی عمر تقریباً ۶ ماہ کی تھی یہ بات کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی کہ اس موقع پر

حضرت نوری میاں رحمۃ اللہ علیہ مفتیٔ اعظم کو اپنی بیعت میں لیکر خلافت بھی عطا فرمائیں گے۔ حضرت نوری میاں رحمۃ اللہ علیہ نے مفتی اعظم کے منہ میں اپنی انگلی مبارک دیکر آپ کو بیعت فرمایا اور جملہ سلاسل (مراد وہ سلسلہ جسمیں مفتیٔ اعظم بیعت لے سکتے ہیں۔ یہ سلسلے اس طرح ہیں قادریہ چشتیہ، نظامیہ، محبوبیہ، سہروردیہ نقشبندیہ، صدیقیہ، علویہ وغیرہ) کی اجازت وخلافت سے نوازا۔ ہمارے حضور مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تمام زندگی میں حضرت سیدنا غوث اعظم کے سلسلۂ قادریہ سے ہی سب کو بیعت کیا۔ کیونکہ آپ کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے بے پناہ عقیدت تھی اپنی ایک منقبت میں فرماتے ہیں ؎

کھلا میرے دل کی کلی غوث اعظم — مٹا قلب کی بے کلی غوث اعظم
خودی کو مٹا کر خدا سے ملا دے — دے ایسی فنا و بقا غوث اعظم
جھلک روئے انور کی اپنی دکھا کر — تو نوری کو نوری بنا غوث اعظم

ایک اور منقبت میں فرماتے ہیں ؎

یہ دل یہ جگر ہے یہ سر ہے یہ آنکھیں — جہاں چاہو رکھو قدم غوث اعظم

حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے پیر و مرشد حضرت شاہ ابوالحسین نوری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ پیشین گوئی بھی درست ثابت ہوئی کہ اس بچہ سے ایک عالم کو فیض پہنچے گا۔ یہ بچہ لاکھوں گمراہ انسانوں کے لئے شمع ہدایت ثابت ہوگا۔ آپ کے پیر و مرشد نے آپ کی حقیقت کو سمجھ لیا تھا۔ ورنہ اتنی کم عمر میں خلافت کی ذمہ داری کا سونپنا ممکن نہیں تھا۔ ایسی شخصیتیں بہت کم ہوتی ہیں جن کو آغوشِ مادر میں رشد و ہدایت کی ذمہ داری سونپی گئی ہو۔ یہ بات بھی عقیدت مندوں سے پوشیدہ نہیں ہے کہ مفتیٔ اعظم کی زندگی روشنی کا وہ مینارہ ہے جہاں سے بھٹکے ہوئے لاکھوں انسانوں نے راہِ مستقیم پائی ہے۔ لاکھوں غیر مسلموں کا کہنا ہے کہ حضرت کی نگاہِ کرم نے ان کو یکسر بدل دیا۔ ان کے عادت و اطوار، طور طریقے بدل گئے اور وہ نیک راستہ پر چل پڑے یہ سب مفتیٔ اعظم کی عارفانہ نظر کا فیض ہے۔

حضور مفتیٔ اعظم ہند کی شخصیت

یہ ۱۹۵۹ء کی وہ مبارک صبح تھی جب حضور مفتیٔ اعظم ہند ہمارے گاؤں چھاؤنی اشرف خاں ایزٹ نگر تشریف لے گئے تھے اس وقت آپکا قیام جناب مولانا حامد خاں صاحب سابق زمیندار کے مکان پر چند گھنٹے رہا کیونکہ حضرت مفتی اعظم اپنے ایک عقیدت مند مرید مولانا صدیق احمد خاں مرحوم کی صاحبزادی کے عقد میں شریک ہونے تشریف لے گئے تھے۔ آپ نے دولہا دلہن کو بیعت فرمایا اور ان کا عقد بھی پڑھایا اس موقع پر ان کو قریب سے دیکھنے کا اتفاق ہوا، انکی شخصیت کی مسحور کرنے والی خصوصیات آج بھی ذہن میں محفوظ ہیں۔

آپ کا قد دراز تھا۔ اب کمزوری اور نقاہت کی وجہ سے قدرے جھک گیا تھا جس وقت آپ کھڑے ہوتے تو چہرے سے وجاہت اور بلند اقبالی ظاہر ہوتی تھی، چہرہ روشن اور دل کو موہ لینے والا تھا۔ آنکھوں میں بلا کی کشش تھی، آنکھوں میں عجیب روحانی چمک تھی، جس کی طرف دیکھتے تھے اس کے قلب پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو جاتی تھی آنکھوں میں ذہانت کی جھلک صاف طور پر نمایاں تھی، بھویں گنجان اور پلکیں سفید تھیں ریش مبارک گھنی تھی، آپکی داڑھی کے بال سفید و نرم تھے۔ آپ سب کو داڑھی رکھنے کی ہدایت کرتے تھے، ناک کی بناوٹ قدرے متوسط تھی لیکن اس کا ابھار بہت خوشنما معلوم ہوتا تھا، آپ کے چہرے پر جلال کے آثار نمودار رہتے تھے لیکن آپ سب سے شفقت سے پیش آتے تھے۔ آپ کی پیشانی پر تقدس کے آثار پائے جاتے تھے، پیشانی کی کشادگی کا اثر ہر عقیدت مند کے دل پر پڑتا تھا۔ کشادہ پیشانی کی طرح آپ کا دل بھی بہت کشادہ تھا، آپ کا سر بڑا اور گول تھا آپ کے ہاتھوں کا لمس آج بھی

محسوس ہوتا ہے، ایسا معلوم دیتا تھا جیسے کسی نے روئی کے گالے پکڑ لئے ہوں مجھے ان سے مصافحہ کرنے کا شرف متعدد بار حاصل ہوا، آپ کی کلائیاں چوڑی اور روئیں دار تھیں

حضرت مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کو لباس کا خاص خیال رہتا تھا۔ آپ ہمیشہ عمامہ باندھتے تھے زیادہ تر سفید یا بادامی ہوتا تھا۔ کلی دار کرتا آپکو پسند تھا، علی گڈھ کاٹ کا پاجامہ پہنتے تھے جس سے ان کی شخصیت اور دلفریب بن جاتی تھی، بے پوری جوتا پہنتے تھے۔ انکی شخصیت کی دیگر خصوصیات ان عقیدت مند خوش نصیبوں نے دیکھی ہونگی جو تمام وقت ان سے قریب رہتے تھے۔ آپکی بات چیت کا انداز بہت سلیس تھا آپ مذہبی مسائل کو سمجھاتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھتے تھے کہ اس کا کوئی بھی نکتہ باقی نہ رہ جائے۔ یہی وجہ ہے کہ بچپن میں بھی آپ کی زندگی سب کے لیے باعث برکت تھی، جوانی سب کے لئے شمع ہدایت تھی اور بزرگی کا زمانہ آپ کی عظمتوں اور کرامتوں سے بھرپور تھا۔

بقول رازؔ الہ آبادی ؎

کہاں تک رازؔ لکھوگے کرامت تم کتابوں میں
کرامت ہی کرامت ہیں سراپا مفتیٔ اعظم

حضور مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کا سماجی منصب

حضور مفتیٔ اعظم ہند کے شجرۂ نسب کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کا خاندان ہندوستان کا ایک باعزت گھرانا ہے۔ آپ کے جدِ امجد حضرت رضا علی خاں رحمۃ اللہ علیہ جنگ آزادی کے ایک بہادر اور باحوصلہ عظیم رہنما تھے۔ انگریز آپ سے گھبراتے تھے۔ آپ کے والد بزرگوار اعلیٰحضرت بھی سماجی اقتصادی اعتبار سے سماج میں بلند مرتبہ رکھتے تھے یہ بات دیگر ہے کہ سماجی اور اقتصادی برتری کے بجائے آپ دینی عزت کو

زیادہ پسند کرتے تھے، اعلیٰحضرت مذہب حق کی حمایت کرتے رہے اور کسی طاقت کے آگے جھکنا پسند نہیں کیا۔ اسی طرح حضور مفتیٔ اعظم ہند نے بھی دنیاوی معاملات پر دینی فرائض کو اہمیت دی۔ مال و دولت کی کوئی کمی نہیں رہی، لیکن آپ نے فقیرانہ زندگی میں ہی سکون حاصل کیا۔ آپ کو ورثہ میں بہت بڑی جاگیر ملی۔ اس وقت بھی اس جائداد کا بہت بڑا حصہ باقی ہے۔ لیکن حضور مفتیٔ اعظم نے اپنی خاندانی وجاہت کو برقرار رکھا، کیونکہ بزرگی اور شرافت آپ کی خاندانی میراث ہے آپ نے دنیاوی مال و دولت کو اپنے اوپر حاوی نہیں ہونے دیا اس کے ساتھ ہی ساتھ آپ نے ہندوستان یا اس سے باہر کے کسی بھی دولتمند آدمی کا اثر قبول نہیں کیا۔ آپ جہاں کہیں تشریف لے جاتے تھے عقیدتمند آپ کے لیئے دل و جان سے حاضر رہتے تھے۔ سیکڑوں لوگ آپ کے سفر خرچ کو دینا چاہتے تھے لیکن آپ نے ہمیشہ منع کیا یا پھر غریبوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔

حضرت مولانا مرغوب حسن قادری اعظمی جنرل سکریٹری آل انڈیا اسلامک مشن بنارس نے حضور مفتیٔ اعظم کی دادو دہش کا ایک واقعہ اس طرح لکھا ہے۔

"ایک مرتبہ جلسۂ دستار فضیلت کے موقع پر جامعہ حمیدیہ بنارس تشریف لائے چونکہ آپ نے وعدہ فرمایا تھا اسلئے وقت معینہ پر جبلپور سے بذریعہ کار تشریف لانا ہوا۔ بعد جلسہ ارکان جامعہ نے سوچا کہ چونکہ حضرت دور سے تشریف لائے ہیں اور وہ بھی کار سے اسلئے خرچ زیادہ پڑا ہوگا ..... لہٰذا پانچسو روپے کی رقم پیش کرنی چاہی ہزار کوششوں کے باوجود بھی آپ نے قبول نہیں فرمایا جب لوگوں نے دیکھا کہ اس طرح حضرت کا نقصان ہوگا تو رقم کو مختلف لوگوں پر بانٹ دیا گیا تاکہ فرداً فرداً لوگ مصافحہ

کرتے جائیں اور اس طرح شاید حضرت قبول فرمالیں۔ آپ سب کی نذر قبول کرتے رہے پھر آخیر میں فرمایا۔

"میں اس رقم کو جامعہ کے لیئے وقف کررہا ہوں اسکی تعمیر میں اسکو صرف کردیا جائے۔ یہ ایثار دیکھ کر لوگ حیرت زدہ رہ گئے"

حضور مفتی اعظم کے در پر سیکڑوں لوگ آتے تھے اور آپ ان کو کچھ نہ کچھ ضرور دیتے تھے خصوصیت سے آپ کو مہمانوں کا بہت خیال رہتا تھا۔ اعلیٰحضرت کے عرس کے موقع پر آپ اس بات کا خاص خیال رکھتے کہ کسی مہمان کو کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے۔ جہاں کھانا کھلایا جاتا تھا آپ وہاں تشریف لے جاتے اور دیکھتے تھے کہ سارا انتظام ٹھیک حالت میں ہے یا نہیں آپ تمام معاملات میں اپنی نجی رائے رکھتے تھے۔ اس رائے پر اٹل رہتے تھے آپکی یہ قوت ارادی اتنی مضبوط تھی کہ جس کام کا فیصلہ کرلیا اس کو ضرور کرتے تھے

"حضور مفتیٔ اعظم ہند بحیثیت ایک شاعر"

حضور مفتی اعظم ایک شاعر تھے اور آپ کی شاعری میں صرف حمد، نعت، اور منقبت کو ایک خاص مقام حاصل رہا۔ یہ کہنا درست ہے کہ آپ اپنے مذہب کے مبلغ اور اپنے پیارے نبی کے مداح تھے چونکہ غوث اعظم سے بے پناہ عقیدت تھی اس لیئے انکی شان میں آپ نے کئی منقبت کہی ہیں۔ حضور مفتی اعظم ہند کو شاعرانہ مزاج ورثہ میں ملا۔ آپ کے والد بزرگوار اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ پایہ کے شاعر تھے ان کے نعتیہ دیوان "حدائق بخشش" کے مطالعہ سے ان کی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے اور آپ کے چچا استاذ زمن حضرت حسن بریلوی کو کون بھلا سکتا ہے ان کا دیوان "ذوق نعت" ایک حسین پھولوں کا گلدستہ ہے حضور مفتی اعظم ہند نے یقیناً اپنے والد اور چچا سے شاعرانہ اکتساب کیا ہوگا۔

اسی لئے نعت کے میدان میں قدم رکھا جبکہ نعت کہنا کوئی آسان بات نہیں ہے۔ نعت کہنے میں کچھ مشکلات آتی ہیں۔ عرفی کہتے ہیں۔

عرفی مشتاب این رہِ نعت است نہ صحرا است ؛؛ آہستہ کہ رہ بر دمِ تیغ است قدم را

یعنی اے عرفی جلد بازی مت کر یہ رسول اللہ کی تعریف کا مقام ہے۔ یہ عام قصیدہ خوانی کا صحرا نہیں ہے۔ نعت کے کوچہ میں قدم رکھنا ایسا ہی ہے جیسے تلوار کی دھار پر قدم رکھنا خلاصہ اس شعر کا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نعت لکھنے کے لیے جن آداب کی رعایت ضروری ہے اگر ان کو دھیان میں نہیں رکھا تو ذرا سا آگے بڑھنا مشکل ہوجائے گا اس لیے اس میدان میں باہوش و حواس چلنا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ کوئی ناشائستہ حرکت سرزد ہو جائے۔

اب غور کیجئے کہ حضور مفتی اعظم کی مصروفیات دیکھئے اور نعت گوئی کا ذوق دیکھئے۔ سچ پوچھئے تو یہ بھی اللہ کا کرم ہے کہ اس نے حضور مفتی اعظم کو یہ صلاحیت عطا کی کہ آپ تمام مصروفیات کے باوجود اتنا عمدہ و شیریں و سلیس کلام کہہ سکے۔

حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ نے روایتی شاعری اور روایتی انداز بیان کو یکسر ترک کرکے اپنے لیے نعت کا راستہ اختیار کیا اور اپنے انداز بیان کی لطافت سے نعت رسول میں ایک دلفریب کشش پیدا کردی ہے۔ آپ کا نعتیہ دیوان "سامان بخشش" چھپ کر شائع ہو چکا ہے۔ یہ دیوان خوبصورت گیٹ اپ کے ساتھ زیر اہتمام نبیرۂ اعلیٰحضرت محمد منان رضا خاں بریلوی کے شائع ہوا ہے۔

سامان بخشش عرف گلستان نعت نوری کا سنہ تصنیف اس طرح ہے

ا۔ سامان بخشش ۱۳۵۴ھ

س ا م ا ن ب خ ش ش

۶۰+۱+۴۰+۱+۵۰ ۲+۶۰۰+۳۰۰+۳۰۰

یہ دیوان ۱۳۵۴ھ میں شروع ہوا اسلئے اس کا نام گلستانِ نعتِ نوری رکھا۔

گ ل س ت ا ن ن ع ت ن و ر ی

۲۰+۳۰+۶۰+۴۰۰+۱+۵۰ + ۵+۷۰+۴۰۰ + ۵۰+۶+۲۰۰+۱۰=۱۲۹۷ھ

اس طرح سامانِ بخشش عرف گلستانِ نعت نوری کی تیاری سے تکمیل تک کا وقت ۱۳۲۴ھ سے ۱۳۵۴ھ ہوا۔ ہجری

حضور مفتی اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی شاعری کی اہم خصوصیات اس طرح ہیں۔

۱۔ آپ نے اللہ کی حمد میں ندرت اختیار کی ہے۔ لہجہ بے حد آسان اور پر شکوہ ہے۔ فرماتے ہیں۔ ؎

اللہ واحد و یکتا ہے ایک خدا بس تنہا ہے
کوئی نہ اس کا ہمتا ہے ایک ہی سب کی سنتا ہے
لا الہ الا اللہ آمنا برسول اللہ
ایک نہ ہوتا گر اللہ کیسے ہوتے ارض و سما
ہوتا نہ اک محتاج اک کا کس لیئے یا اس سے ملتا
سوتا پیتا کھاتا نہیں اس کا رشتہ ناتا نہیں
اس کے پتا و ماتا نہیں اس کے جورو جاتا نہیں
لا الہ الا اللہ آمنا برسول اللہ

۲۔ نعت رسول میں اس بات کا خیال رکھنا پڑتا ہے کہ نبی کی توصیف اس انداز سے کی جائے کہ نبی کی عظمت بھی برقرار رہے اور تعریف میں اللہ سے بڑھ کر نہ ہو جائے ہمارے مفتی اعظم نے اس بات کا خاص رکھا ہے جو تعریف کی گئی ہے وہ رسول کی شان کے عین مطابق اور سچی ہے جیسے۔

لہ لات ماری تم نے دنیا پر اگر تم چاہتے سلسلہ سونے کا ہوتا سلسلہ کہسار کا
لہ ہیں معاصی حد سے باہر پھر بھی زاہد غم نہیں رحمتِ عالم کی امت بندہ ہوں سرکار کا
لہ دل میں گھر کرتا ہے اعدا کے ترا شیریں سخن ہے مرے شیریں سخن شہرہ تری گفتار کا
لہ مجھ سے عاصی کو جو لے داغ چھڑا لائینگے اہل محشر سے جو دیکھے گا وہ حیرا(ں) ہو گا
۵ رافع تم ہو، دافع تم ہو، نافع تم ہو، شافع تم ہو رنج و غم کا پھر کیا کھٹکا صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت غوث الاعظم کی طرح یہی بزرگ منقبت میں ان میں بھی اس بات کا پورا لحاظ

رکھا ہے کہ جو صفت بیان کی جائے وہ عقل و سمجھ کے بالاتر نہیں ہونا چاہیئے جیسے

لہ تیرا دامن پاک تھامے جو رہزن نبے ہادی و راہنما غوث اعظم
لہ ہماری خطا کو تمہاری عطا سے بھلا کوئی نسبت بھی یا غوث اعظم

۳۔ نعت میں تغزل کا رنگ پیدا کرنا اردو شاعری کا ایک کمال ہے حضور مفتی اعظم ہند نے اپنے کلام میں اس خوبی کو بہت عمدہ انداز میں پیش کیا۔ ہے آپ کے اندازِ بیان میں شگفتگی، لہجہ کی نرمی، ترنم، کنایہ کی لطیف اشارت محبوبانہ شوخی جیسی خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ آپ کے کلام کی یہ صفات ملاحظہ فرمایئے مثلاً

لہ پردہ میں جو رہتے ہو پردہ ہے خلیے آؤ آنکھوں میں بسا کرنا تم دل میں رہا کرنا
لہ وہ گلستاں ہے جہاں آپ ہوں اے جانِ جہاں آپ صحرا میں اگر آئیں گلستاں ہو گا
جان ایماں ہے محبت تری جانِ جاناں جسکے دل میں یہ نہیں خاک مسلماں ہو گا
درد فرقت کا مداوا نہ ہوا اور نہ ہو کیا طبیبوں سے مرے درد کا درماں ہو گا
لہ طائر جاں کی طرح دل اڑ کے جا بیٹھا کہاں
میرے پہلو میں ابھی تھا کیا ہوا ملتا نہیں
دل گیا اچھا ہوا اس کا نہیں غم غم یہ ہے
لے گیا پہلو سے جو وہ دلربا ملتا نہیں
لہ ہم اپنی حسرتِ دل کو مٹانے آئے ہیں = ہم اپنے دل لگی کو بجھانے آئے ہیں
زبانِ انبیا پہ آج نفسی نفسی ہے = مگر حضور شفاعت کی ٹھانے آئے ہیں

۵ مفتی اعظم کو کیسی والہانہ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے فرماتے ہیں

مرا دین و ایمان فرشتے جو پوچھیں تمہاری ہی جانب اشارہ کروں میں
ترا ذکر لب پر خدا دل کے اندر یوں ہی زندگی کو گزارا کروں میں
خدا خیر سے لائے وہ دن بھی نوری مدینہ کی گلیاں بہارا کروں میں
لہ کون کہتا ہے آنکھیں چرا کر چلے کب کسی سے نگاہیں بچا کر چلے
وہ حسیں کیا جو فتنے اٹھا کر چلے ہاں حسیں تم ہو فتنے مٹا کر چلے
بد سے بدتر کو لیا جسنے آغوش میں کب کسی سے وہ دامن بچا کر چلے

مرتے دم سر درِ پاک پر رکھ دیا   اس ادا سے قضا ہم ادا کر چلے
جنکے دعوے تھے ہم ہی ہیں اہلِ زباں   سن کے قرآں زبانیں دبا کر چلے

۴۔ شاعری میں مقامی رنگ، مقامی لہجہ، مقامی زبان ایک حسن پیدا کرتی ہے اور جب یہ خوبی نعت میں پائی جاتی ہے تو وہ کلام بہت دلپذیر بن جاتا ہے اور خاص و عام کی زبان پر ہر وقت رہتا ہے حضور مفتی اعظم ہند کے نعتیہ کلام میں مقامی رنگ اور مقامی الفاظ کثیر تعداد میں پائے جاتے ہیں جس نے ان کے کلام کے رنگ کو دوبالا کر دیا ہے۔ مثلاً

ا۔ ہندی الفاظ اور محاورے

سنسار بھکاری ہے جگ داتا دیا کرنا   ہے کام تمھارا ہی سرکار عطا کرنا
دن رات ہے طیبہ میں دولت کا لٹا کرنا   منگتا کی دوا کرنا منگتا کا بھلا کرنا

سوکھی ہے مری کھیتی پڑ جائے بھرن تیری
اے ابرِ کرم اتنا تو بہرِ خدا کرنا!

ڈگمگ ڈگمگ نیا ہالے   جیرا کلپے کوئی سنبھالے
آہ دہائی رحمت والے   تم پہ لاکھوں سلام تم پر لاکھوں سلام
کھیون ہارے کھیون ہارے   بتیاں بگڑے مورے پیارے
قوت والے ہمت والے   تم پر لاکھوں سلام تم پر لاکھوں سلام

موت کا اب نہیں ذرا کھٹکا!
زندگی سنبھ گھڑی سے پائی ہے

حضرت علی احمد صابر رضی اللہ عنہ کی مدح میں ہندی بھاشا میں ایک منقبت لکھی ہے

کیسے کاٹوں رتیاں صابر   تارے گنت ہوں سیاں صابر
ڈولے نیا موری بھنور میں   بلما بگڑے بنیاں صابر
چھتیاں لاگن کیسے کہوں میں   تم ہو اونچے اٹریاں صابر
تورے دوارے سیس نواؤں   تیری لے لوں بلئیاں صابر
سپنے ہی میں درس دکھلادے   موکو مورے گسیّاں صابر

مندرجہ بالا اقتباسات سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضور مفتی اعظم کو ہندوستان کی زبان پر کیسا عبور حاصل تھا۔ آپ ہندی بھاشا کی باریکیاں بھی خوب جانتے تھے۔

۲۔ ایک ہی لفظ کا مختلف معنوں میں استعمال کرنا

خدا رکھے تم کو ہمارے سر ولی پر   ہے بس اک تمھارا ہی دم غوث اعظم
دم نزع سرہانے آجاؤ پیارے   تمھیں دیکھ کر نکلے دم غوث اعظم
تری دید کے شوق میں جانِ جاناں   کھنچ آیا آنکھوں میں دم غوث اعظم
کوئی دم کے مہماں ہیں آجاؤ اس دم   کہ سینے میں اٹکا ہے دم غوث اعظم

دم نزع آؤ کہ دم آئے دم میں
کرو ہم پہ لیسین دم غوث اعظم

غور کرنے کا مقام ہے لفظ دم کو کتنے طریقوں سے استعمال کیا ہے۔ دراصل مفتی اعظم کو زبان پر حاکمانہ قدرت حاصل تھی اسلیے آپ کے کلام میں فصاحت کا عنصر بہت زیادہ ہے۔

۵۔ آپ کے کلام میں شاعرانہ تعلی کے نمونے بھی دیکھنے کو ملتے ہیں لیکن ایسے اشعار میں ادب کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا ہے۔ مثلاً

یوں سے ہو جائے نہ عالم میں کہیں طوفانِ نوح   تو ابلتا ہے سمندر اپنی چشم زار کا
ایک غزل اور چمکتی سی سنا دے نوری!   دل جلا پائیگا میرا تیرا احساں ہوگا
نصیب تیرا چمک اٹھا دیکھ تو نوری!   عرب کے چاند لحد کے سرہانے آئے ہیں
واہ کیا بات آپ کی نوری   کیا ہی اچھی غزل سنائی ہے

رباعی

دنیا تو یہ کہتی ہے سخنور ہوں میں!   سارے شعراء کا آج سرور ہوں میں
میں یہ کہتا ہوں یہ غلط ہے سو بار غلط   سچ تو ہے یہی کہ سب سے احقر ہوں میں

حقیقت تو یہ ہے کہ حضور مفتی اعظم کے کلام پر مکمل روشنی ڈالنے کے لیے ایک دفتر چاہیے میں نے مختصر طور پر صرف خاص خاص محاسن کلام کا ذکر کیا ہے آپ کے کلام کا مطالعہ کرنے والے اس کو منزل نہیں سمجھیں یہ تو ابتدا ہے ابھی تو لاکھوں گوشے عقیدت مندوں سے نہاں ہیں جو حضرت کی نگاہ کرم سے سامنے آتے جائیں گے۔

حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ
"حدیث زندگی کے راز داں"

آپ کے معالج ڈاکٹر جتیندر جوہری نے بتایا کہ حضرت میں خلوص محبت عجز وانکسار بہت زیادہ تھا۔ وہ سب کے ہمدرد تھے۔ اسی لئے مفتی اعظم صاحب کے کاشانہ پر ہمیشہ بھیڑ لگی رہتی تھی۔ کیوں کہ آپ کی طبیعت میں انکساری تھی۔ آپ کو پریشان حال لوگوں سے قلبی ہمدردی رہتی تھی۔ انکی مشکلات کو دور کرنا وہ اپنا ایک اہم فریضہ سمجھتے تھے۔ صبح سے شام تک وہ مختلف مسائل حل کرتے تھے۔ اگر آپ کا کوئی شکریہ ادا کرتا تو آپ فرماتے تھے کہ کاش اللہ اس لائق بنادے حضور مفتی اعظم کسی پر جان بوجھ کر ناراض نہیں ہوتے تھے۔ ناراضگی کی وجہ عموماً شریعت اسلامی سے انحراف ہوتا تھا۔ آپ ایسے کسی شخص کو پسند نہیں کرتے تھے جو سنت رسول کے خلاف کرتا ہو۔ غیر شرعی کام کرنے والے کو ضرور ڈانٹ دیتے تھے۔ اور جب وہ توبہ کر لیتا تھا تو اس کے لئے دعائے خیر بھی کرتے تھے۔ آپ سب کی بھلائی چاہتے تھے۔ خصوصیت سے سنی مسلمانوں کے لئے آپ ہر وقت تیار رہتے تھے۔ ابھی پچھلے سال کی بات ہے کہ بریلی جنکشن پر مسلم مسافر خانہ کا سنگ بنیاد رکھا جانا تھا۔ بریلی جنکشن پر یہ زمین چودھری حافظ حاجی عبدالرحیم و چودھری حاجی عبدالرزاق عرف ولی جی پیلی بھیتی و شیخ نور بخش عرف کنو میاں و حاجی نذر الحسن و حاجی حفیظ الحسن و چودھری حاجی حبیب الرحمٰن صاحبان نے ۲۷ء وسنہ ۷۵ء وسنہ ۷۶ء میں خرید لی تھی۔ ان حضرات کی دلی خواہش تھی کہ اس زمین پر ایک مسلم مسافر خانہ تعمیر ہو، تاکہ باہر کے مسلمانوں کو رہائش میں دشواری پیش نہ آئے۔ چنانچہ جناب حسیب الحسن شمسی ایم ایس سی متولی شمسی ویلفیر سوسائٹی و مسلم مسافر خانہ نے مسلم حضرات کے تعاون سے یہ طے کیا کہ ۱۴ اپریل ۱۹۸۰ء مطابق ۲۷ جمادی الاول ۱۴۰۰ھ میں اس کا سنگ بنیاد حضور مفتی اعظم ہند کے بابرکت ہاتھوں سے

ہند کے بابرکت ہاتھوں سے رکھوایا جائے۔ تاریخ مقررہ پر سیکڑوں لوگ بریلی جنکشن پر موجود تھے۔ حضور مفتی اعظم ہند گھر سے روانہ ہوئے آپ کے ساتھ آپ کے داماد جناب خلیل الرحمٰن خاں صاحب، حضرت مولانا خالد میاں صاحب و محمد الرحمٰن صاحب سیالکوٹی بھی تھے۔ مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے وہاں پہنچنے سے جو برکت و نور پھیلا اس کا احساس ناظرین کو اب بھی ہے۔ آپ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے سنگ بنیاد رکھا۔ اور یہ دعا فرمائی۔

"مولیٰ تعالیٰ اس نیک مقصد کو پورا فرمائے اور بانیین و ساعیین و اعانت کنندگان کو جزائے جمیل عطا فرمائے اور اس مسافر خانہ کو تادیر قائم رکھے اور مسافرین کو آرام پہنچنے کا ذریعہ بنائے۔ آمین

اس موقع پر مہتاب الحق شمسی، حاجی محمد عمر ماجدی، شعیب صاحب ظفر اقبال ودیگر حضرات نے بعد فاتحہ شیرینی تقسیم کرائی حضرت مفتی اعظم نے سب کو دعائے خیر دی آج یہ مسافر خانہ زیر تعمیر ہے۔ مفتی اعظم کے بابرکت ہاتھوں نے اس میں چار چاند لگا دیئے ہیں کافی کمرے بن گئے ہیں۔ لنٹر پڑ چکا ہے۔ جن لوگوں کا اس زمین پر غاصبانہ قبضہ ہے وہ بھی حضرت کی دعا سے دن بہ دن ختم ہو رہا ہے

حضور مفتی اعظم ہند کی چند خاص ہدایات

حضور مفتی اعظم ہند سب کو نیک سنی مسلمان بننے کی ہدایت کرتے تھے اللہ اور اس کے پیارے نبی کے راستہ پر چلنا آپ کا خاص ایما تھا آپ سب کو ہدایت فرماتے تھے۔

۱۔ مذہب اہلسنت کی تقلید کرنی چاہئیے۔ ان تمام جماعتوں سے پرہیز کرنا چاہئیے جو اسلام کے راستہ میں رکاوٹ بنتی ہیں۔

۲۔ آپ نے ہمیشہ نماز پنجگانہ کی سب کو ہدایت فرمائی۔ حضرت خود بھی نماز پابندی کے ساتھ ادا کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ قضا نمازوں اور قضا روزوں کو جلد سے جلد پورا کر لیا کیجئے۔

۳۔ زکوٰۃ کو ٹھیک وقت پر اور شرعی احکامات کے مطابق ادا کرنا چاہیئے زکوٰۃ ادا کرتے وقت یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ زکوٰۃ ایسی مد میں نہ دی جائے جو زکوٰۃ کے لیے مقرر نہیں ہے۔

۴۔ آپ نے ہمیشہ نصیحت کی کہ سب کو جھوٹ، غیبت، فحاشی اور غیر اسلامی رسومات جیسے باجہ تاشا، ناچ وغیرہ سے بچا ر دور رہنا چاہیئے۔ آپ نے غیر شرعی باتوں کو منع فرمایا اور ان کو کسی بھی شکل میں جائز قرار نہیں دیا۔

۵۔ آپ عورتوں کو ہدایت فرماتے تھے کہ پردہ میں رہیں۔ اللہ و رسول کے حکم پر چلیں۔ ڈھول، ناچ، گانے کی محفلوں سے دور رہیں، نئے فیشن کے تمام لوازمات چھوڑ کر سادگی پسندی کو اختیار کریں۔ شوہر، والدین، اولاد، بھائی بہن کی خدمت کریں۔

۶۔ حضرت اپنے مریدین و تمام مسلمانوں کو ہدایت فرماتے تھے کہ وہ شرعی داڑھی رکھیں اور آپ داڑھی کی حرمت پر بہت زور دیتے تھے، یعنی داڑھی رکھنے والے کو برا مت کہو، اس کی عزت کرو اور مشرع شخص کو چاہیئے کہ وہ نیک و متقی بن کر زندگی گزارے تاکہ دوسروں پر اچھا اثر پڑے۔

● ہمارے حضور مفتی اعظم ہند کی انکساری کا یہ عالم تھا کہ آپ دستخط کے مقام پر ہمیشہ "فقیر مصطفےٰ رضا قادری غفرلہ" لکھتے تھے سچ تو یہ ہے کہ آپ شریعت و طریقت دونوں کے اصل پاسبان تھے آپ کے ولی کامل ہونے کی لاکھوں شہادتیں موجود ہیں آپ لفظ "فقیر" کی سچی تفسیر تھے۔ کیونکہ آپ میں وہ تمام صفات موجود تھیں جو ایک کامل ولی میں ہونا چاہیئے۔ آپ کے ایک بیحد عقیدت مند مرید جناب انوار حسین صاحب نے ایک سچا واقعہ سنایا کہ اب سے کچھ سال پہلے مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ علیہ اجمیر شریف تشریف لے جانے کا ارادہ رکھتے تھے اتفاق سے انوار صاحب دہلی گئے ہوئے تھے اور تین چار دن میں واپسی کا ارادہ تھا حضرت نے بابو میاں کو بھیجا کہ انوار میاں کو بلا لاؤ۔ بابو میاں گھر گئے اور اطلاع دے گئے کہ حضرت نے انوار میاں کو یاد کیا ہے

انوار صاحب کا کہنا ہے کہ میرا دل دلّی میں گھبرایا اور میں اسی رات بریلی واپس آگیا۔ حضرت نے بابو میاں کو صبح کو پھر بھیجا۔

انوار صاحب سات بجے تک حضرت کے پاس پہونچے۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ "اجمیر چلنا ہے" انوار صاحب کہتے ہیں

"میں نے اپنی ایمبیسڈر 1659 اسٹیشن ویگن ٹھیک ٹھاک کی، ہمارے ساتھ مولانا اختر رضا خاں، مولانا خالد علی خاں، مولوی عبدالہادی افریقی، بابو میاں خادم خاص وغیرہ تھے مغرب کے وقت تک بھرت پور پہنچ گئے جاکر معلوم ہوا کہ بارش کے پانی نے راستہ کاٹ دیا ہے، تقریباً ۸۔۱۰ کلومیٹر راستہ خراب تھا، آمد و رفت بند تھی۔ حضرت کو مطلع کیا گیا آپ نے فرمایا آگرہ جے پور روڈ پر چلو۔ ہم لوگ اس راستہ سے جے پور چلے جب پانی کا مقام آیا تو ہم لوگوں نے رکنا چاہا۔ فرمایا کہ اللہ کا نام لیکر چلتے رہو۔ ہماری گاڑی ۸۔۱۰ کلومیٹر پانی میں چلتی رہی، اور بخیر و خوبی ہم لوگ رات کے ۲ بجے جے پور پہنچ گئے۔ یہ حضرت کی کرامت تھی کہ جس راستہ کو سب مسدود سمجھ رہے تھے اس سے ہم لوگ بخیر و عافیت گذر گئے۔"

حضرت نے جے پور میں عشاء کی نماز ادا کی اور وہاں پر ہی فجر کی نماز پڑھی پھر دو دن بعد اجمیر شریف تشریف لے گئے۔

حضرت مفتی اعظم کی زندگی تصنع سے پاک تھی۔ آپ کا ظاہر و باطن یکساں تھا۔ قلب آئینہ کی مانند صاف و روشن تھا، آپ جیسے مرد مومن کے لیے شاید اقبال نے کہا تھا ؂

خاکی و نوری نہاد بندہ مولا صفات ہر دو جہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز
نرم دم گفتگو، گرم دم جستجو رزم ہو یا بزم ہو پاک دل و پاکباز

آپ کو مصنوعی شان و شوکت اور ارباب سیاست کی گندی فطرت سے ہمیشہ چڑ رہی لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ سیاسی بصیرت سے دور تھے۔ دراصل آپ مذہب کو سیاست پر فوقیت دیتے تھے یہی اسلامی نظریہ ہے آپ کے مطابق مذہب کے اصولوں کی پابند سیاست ہے۔ سیاست کے

ذاتی اصول اس لائق نہیں کہ ان کو مذہب پر برتری دی جائے۔ جدید سیاسی نظریات کا مطلب الیکشن کے میدان کو فتح کرنا ہے۔ اس کے بعد کرسی کو حاصل کرنا ہے حضرت اس نظریہ کے مخالف تھے۔ اسی لئے آپ ان حضرات سے گریز کرتے تھے جو الیکشن کے مفاد کی خاطر آپ سے ملاقات کرتے تھے۔ آپ کا یہ ٹھوس نظریہ تھا کہ اللہ کے مذہب دینِ اسلام کے قوانین کو مجروح کئے بغیر موجودہ سیاست میں حصہ لینا محال ہے۔ لہٰذا اس سے کنارہ کشی بہتر ہے۔ لیکن آپ لفظ "سیاست" کا جو اصلی مفہوم ہے اس سے آپ نالاں نہیں تھے۔ اگر ایسا ہوتا تو آپ اپنی کتاب "طرق الھدیٰ والارشاد" تصنیف نہیں فرماتے ہیں۔

بقول محترم عبدالنعیم عزیزی ایم۔اے۔بی۔ایس۔سی بلرامپوری

"اعلحضرت کی کتاب دوام العیش کا مقدمہ حضور مفتی اعظم ہند نے لکھا جس میں وہ سیاسی نکات بیان کئے ہیں اور ایسی ایسی سیاسی معلومات کا اظہار کیا ہے کہ آدمی دنگ رہ جاتا ہے اور انکی سیاسی بصیرت کا قائل ہونا پڑتا ہے۔"

پچھلے تیس سال کی تاریخ اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ جب اربابِ سیاست یا برسرِ اقتدار حکمراں پارٹی نے اپنے زوال کے آثار دیکھے۔ انھوں نے اپنے مفاد کو حاصل کرنے کے لئے مفتی اعظم کے در پر حاضری دینی چاہی اور آپ سے مدد کے طالب ہوئے ان سیاسی مدبّروں کی طوطا چشمی ہمارے حضرت سے کسی طرح پوشیدہ نہیں تھی۔ آپ نے خود کو الگ تھلگ کر لیا تاکہ مذہب اسلام کے مثالی اصول سیاست کی ذاتی اغراض کے لئے استعمال نہ کئے جائیں۔ ورنہ آپ نے کبھی کسی بہتر نظامِ زندگی یا نظامِ سلطنت کی مخالفت نہیں کی۔ آپ نے سینکڑوں سیاسی عروج و زوال دیکھے اور صبر و تحمل کے ساتھ سنّیت کی کشتی کو ساحل تک لے آئے آج اس کشتی کو پائدار کنارہ تو مل گیا۔ مگر ناخدا ہم سے دور ہے گو کہ دل سے قریب ہے۔ روح سے وابستہ ہے۔ اسی سے ہمارے قلبِ مضطر کو تسکین ہے۔

حضور مفتی اعظم ہند کی کرامتوں کے واقعات آپ کے عقیدت مندوں نے متعدد مقامات پر لکھے ہیں۔ جس میں مرآتن صاحب الہ آبادی۔ جناب عبدالنعیم صاحب بلرامپوری و دیگر حضرات نے تفصیل سے لکھا ہے۔ اس کتاب کے قارئین واقعات کے ناظرین یہ بات نہیں بھولے ہونگے کہ اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے عرس شریف میں منبر کا گرنا اور تمام حضرات کا سلامت رہنا ایک حیرت انگیز اور ناقابلِ فراموش واقعہ ہے اسی طرح چھت سے پنکھے کا گرنا اور کسی کے چوٹ نہ آنا یہ سب روحانی فیض ہمارے مفتی اعظم کا تھا۔ آپ کے درِ دولت سے لاکھوں نے فیض پایا ہے۔ لاکھوں کے دل کی بے کلی دور ہوتی ہے۔ بقول حضرت قمر شمس آبادی ؎

تمہارے آستاں کی خاک سے اچھے ہوئے بیمار دیں کتنے
مریضِ دردِ ایماں کی حقیقت میں دوا تم ہو

امیرِ کارواں منزل کی طرف

کیا کہوں حالِ دردِ پنہانی — وقت کوتاہ قصہ طولانی
عیش دنیا سے ہو گیا دل سیر — دیکھ کر رنگِ عالمِ فانی
کچھ نہیں جز طلسمِ خواب و خیال — گوشۂ فقر و بزمِ سلطانی

۱۱ نومبر ۱۹۸۱ء بروز بدھ کا آفتاب غروب ہو رہا تھا۔ نہ جانے اس دن ایسا محسوس ہوا کہ شفق کی سرخی کے بجائے ایک بھیانک تاریکی ہے جو فضائے آسمان پر چھا رہی ہے ادھر یہ عالم تھا کہ محلہ سوداگران میں مفتی اعظم ہند کی علالت شدت پکڑتی جا رہی تھی۔ یہ خبر سن کر بہت سے عاشقانِ نوری، عیادت کے لئے جمع ہو گئے تھے حضرت کے چہرے پر صبر و استقلال کے آثار مکمل طور پر موجود تھے۔ مولانا خالد علی خاں صاحب کا بیان ہے کہ ایسا صبر و تحمل میں نے کسی کے چہرے پر نہیں دیکھا۔ حضرت برابر حسبنا اللہ و نعم الوکیل کا ورد فرما رہے تھے۔" آپ کا علاج ڈاکٹر جنید احمد چوہری ایم۔بی۔بی۔ایس پوری مستعدی سے کر رہے تھے۔ ہر شخص اپنی جگہ ہوشیار اور فکر مند تھا۔ لیکن ان ماہر اور تجربہ کار نگاہوں کی زد سے بچ کر کوئی اور شئے بھی اس گوشے میں داخل ہو رہی تھی۔ یہ تھیں موت کی ہلکی پرچھائیاں، جن کی آہٹ لوگوں نے محسوس کی۔ مگر اس کو دیکھ نہ سکے۔ لیکن حضور مفتی اعظم ہند اس آہٹ کو خوب پہچانتے تھے۔ آپ نے صبر و استقلال کی تلقین کی، چہرے پر سکونِ ابدی صاف نمایاں ہو رہا تھا۔ کیوں کہ اب پروردگارِ عالم سے ملاقات کا وقت بہت قریب آ چکا تھا۔ وقت کی گھڑی نے بارہ بجائے۔ ۱۲ نومبر یوم پنجشنبہ شروع ہو گیا۔

موت کے ہشیار ہاتھوں نے کتاب زندگانی کے ورق کو بہت آہستہ سے پلٹنا شروع کر دیا۔ سانس کی رفتار دھیمی پڑنے لگی۔ آیۂ کریمہ کے ورد کی دھیمی آواز آرہی تھی کہ رات کے ایک بجکر ۴۰ منٹ پر ملک الموت نے کہا کہ اللہ و رسول کے پاک بندے، اے سنیت کے پاسبان، آپ کے لیے اللہ کا آخری حکم آگیا۔ لہٰذا بس کیجئے یہ راز و نیاز تو اللہ ہی والے جانتے ہیں چلتی ہوئی سانس یک لخت رک گئی۔ رب کے پیارے بندے اپنے رب سے جاملے

انا للہ وانا الیہ راجعون

کیسا دردناک و دل ہلا دینے والا منظر تھا کہ حضور مفتی اعظم ہند کی نبض ہی نہیں رکی ساری کائنات اپنی جگہ ٹھہر گئی۔ ساکنان بریلی سو رہے تھے انھیں کیا خبر تھی کہ ان کا قافلہ سالار، ان کا امیر کارواں ان کو بلکتا چھوڑ کر اللہ کو پیارا ہو گیا۔ رات کی خاموشی عاشقانِ نوری کی دلگداز چیخوں سے گونج اٹھی رات کے پچھلے پہر سے حضرت کے عاشقوں کا ایک سیلاب محلہ سوداگران کی طرف چل پڑا۔ سارے بریلی شہر میں ہو کا عالم تھا۔ صبح ۸ بجے جب جناب لطافت علی خاں نشاط ایجوکیشن سپرنٹنڈنٹ بریلی باہر نکلے تو انھوں نے چاروں طرف ایک عجیب اداسی محسوس کی ان کے منھ سے بیساختہ نکلا سے

ہر گلی ہے سونی سونی ہر مکاں خاموش ہے ۔۔۔ بات کیا ہے آج ہر پیر و جواں خاموش ہے
مضطرب ہیں خانقاہیں چپ ہیں سب علمائے دیں ۔۔۔ کس کا غم ہے آج رضوی آستاں خاموش ہے

نشاط صاحب کا کہنا ہے کہ میں محو حیرت ہو کر اس ہجوم غفیر کو دیکھ رہا تھا جو منھ اٹھائے پریشان حال کاشانہ نوری کی طرف جارہا تھا۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا تو چند حضرات نے رو کر فرمایا کہ بڑے مولوی صاحب پردہ فرما گئے۔ میرے دل میں عقیدت و محبت کی جو لہر اٹھی اس نے بہ شکل اشعار نکلنا شروع کر دیا سے

کان میں آواز یہ آئی کہ سن لے بے خبر ۔۔۔ اک بریلی ہی نہیں سارا جہاں خاموش ہے
تو ابھی تک خامشی کے راز کو سمجھا نہیں ۔۔۔ کس لئے اب تک ترا زورِ بیاں خاموش ہے
پیکرِ انسانیت دنیا سے رخصت ہو گیا ۔۔۔ یوں زمیں تصویرِ غم ہے آسماں خاموش ہے
ہند کا وہ مفتی اعظم وہ اللہ کا ولی! ۔۔۔ جو نگہبانِ شریعت تھا یہاں خاموش ہے
ہندو مسلم سکھ عیسائی سب ہی جسکے معتقد ۔۔۔ آج وہ انسانیت کا پاسباں خاموش ہے

زندگی تھی وقف جس کی ملک و ملت کے لیے
اہلسنت کا وہ تابندہ نشاں خاموش ہے

جو مساوات و اخوت کا علمبردار تھا ۔۔۔ وہ حدیثِ زندگی کا رازداں خاموش ہے
اب سنائیں گے کسے ہم دکھ بھری رودادِ غم ۔۔۔ جو سنا کرتا تھا سب کی داستاں خاموش ہے
آنکھ ویراں دل پریشاں ہر کوئی تصویرِ غم ۔۔۔ ہو نہیں سکتا بیاں دردِ نہاں خاموش ہے
اب بتاؤ دردِ دل کی بات ہم کس سے کہیں ۔۔۔ آسرا تھا جو غریبوں کا یہاں خاموش ہے
جسنا اللہ کی صدائیں گونجتی ہیں چار سو ۔۔۔ بولتی ہے اب بھی وہ لیکن زباں خاموش ہے
ساری دنیا میں اندھیرا سا نظر آنے لگا! ۔۔۔ روشنی کا تھا جو بحرِ بیکراں خاموش ہے
منزلِ مقصود تک اب کس طرح پہونچیں گے ہم ۔۔۔ کارواں ہے رنجیدہ میر کارواں خاموش ہے
شدتِ غم سے پریشاں ہیں بہت ریحان بھی ۔۔۔ کیا کہیں کس سے کہیں دردِ نہاں خاموش ہے
ماہی بے آب کی مانند ہیں مشتاق بھی ۔۔۔ شدتِ غم سے ہر اک آہ و فغاں خاموش ہے

روک لے اپنے قلم کو اے نشاطِ خستہ جاں
منقبت سنکر ہر اک جادو بیاں خاموش ہے

حضرت نشاط بیسلپوری ضلع پیلی بھیت نے جب یہ منقبت مجھے عنایت کی تو ان کے ہاتھ شدت غم سے کانپ رہے تھے اور آنکھوں میں مفتی اعظم ہند سے عقیدت کے آنسوؤں کی بوندیں لرزاں تھیں۔

حضور مفتی اعظم کے خادم خاص محترم بابو میاں سے جب میں نے ملاقات کی تو انھوں نے سرد آہ کھینچ کر کہا کہ "میں حضرت کے کن کن صفات کو بیان کروں میں تو لٹ گیا۔ اب میرا دل نہیں لگتا۔ بس یہ تمنا ہے کہ زندگی حضرت کے قدموں پر نثار کر دوں" انھوں نے یہ بھی بتایا کہ حضرت شیرینی میں فیرینی گاجر کا حلوہ اور بالائی پر جلیبی پسند فرماتے تھے۔ لیکن لہسن کی چٹنی اور کڑھی بہت مرغوب تھی۔

اس بات کی تائید ڈاکٹر جوہری صاحب نے بھی کی ہے۔ بریلی کے مشہور اور ہر دلعزیز ڈاکٹر پرویز صدیقی صاحب نے بتایا کہ وہ حضرت کے بھی معالج رہے۔ دوران علاج ڈاکٹر صاحب نے حضرت کو عام لوگوں سے مختلف پایا حضرت کو دوا اور غذا کی زیادہ پروا نہیں تھی لیکن دوا اور غذا اس وقت لے لیتے تھے جب یہ کہا جاتا کہ "آپ کی نماز اور وظائف کے لیے قوت پیدا ہوگی" تو حضرت بخوشی دوا وغیرہ لے لیا کرتے تھے۔ حضرت کے موجودہ طبیب ڈاکٹر جیتندر جوہری۔ ایم۔

بی۔بی۔ایس۔ایم۔ڈی محلہ بہاری پور نے بتایا کہ وہ حضرت کے مکان پر ۱۱ر نومبر کی شب کو تھے عام لوگوں سے ان کی حالت بہتر تھی۔ حضرت نے کھڑے ہو کر نماز ادا کی۔ میں بارہ بجے گھر چلا گیا۔ اور ایک بجے پھر بلایا گیا۔ میرے پہنچنے تک حضرت کا انتقال ہو چکا تھا۔ حضرت ایک نیک خدا پرست انسان تھے، انکو دنیاوی غرض لالچ سے سروکار نہیں تھا۔ وہ دوا یا انجکشن میں الکوحل کو ہمیشہ منع فرمایا کرتے تھے۔

یوم جمعہ ۱۳ر نومبر ۱۹۸۱ء کی صبح بہت قیامت خیز تھی۔ عاشقان نوری کا سیلاب کاشانۂ نوری پر جمع ہو چکا تھا۔ حضرت کے غسل کی تیاریاں کی جارہی تھیں غسل کے وقت مولانا اختر رضا خاں صاحب، مولانا خالد علی خاں صاحب، مولانا نعیم اللہ خاں صاحب، حاجی فاروق صاحب بنارس والے، سید مشتاق علی صاحب حافظ عبدالغفار صاحب امروری وغیرہ حضرات موجود تھے۔ مولانا نعیم اللہ خاں نے حضرت کو غسل دیا۔ حاجی فاروق صاحب پانی ڈال رہے تھے۔ باقی تمام حضرات بھی اس کام میں شامل رہے۔ ساڑھے دس بجے جنازہ مبارک گھر سے روانہ ہوا لاؤڈ اسپیکر پر مشتاق حسین اسلامیہ مارکیٹ والے بڑی درد بھری آوازیں حضرت کے جنازے کی روانگی کی اطلاع دے رہے تھے۔ یہ منظر کافی دلگداز تھا۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ جنازہ مبارک پولیس لائن تک پہنچا ہی تھا کہ ہجوم کو قابو میں رکھنا مشکل ہو گیا۔ لہٰذا میت کو ایک میٹاڈور گاڑی پر رکھا گیا۔

فضل الرحمٰن اسلامیہ انٹر کالج کا میدان لاکھوں انسانوں سے بھر چکا تھا۔ جنازہ مبارک کو انٹر کلاس والی بلڈنگ کی طرف رکھا گیا اس موقع پر ہندوستان کی اہم شخصیتوں کے علاوہ دیگر ممالک کے نمائندے بھی موجود تھے۔ جیسے افریقہ، ماریشش۔ عرب امارات وغیرہ پاکستان کی نمائندگی وہاں کے سفیر محترم عبدالستار صاحب نے کی۔ کالج کے میدان کے علاوہ چاروں طرف چھتوں پر مرد عورت کا ایک سیلاب دکھائی دیتا تھا۔

حضرت کے جنازے کی نماز حضرت مولانا سید مختار اشرف صاحب سجادہ نشین درگاہ کچھوچھہ شریف نے پڑھائی۔

نماز کے ختم ہوتے ہی عاشقوں کی بھیڑ کندھا دینے کیلئے دوڑ پڑی، اتنے بڑے ہجوم کو سنبھالنا مشکل تھا۔ لہٰذا پولیس کی مدد لینا پڑی اور جنازہ مبارک کو پھر موٹر پر رکھا گیا۔ اس موقع پر جنازے کو رکھوانے میں حضرت مولوی ریحان رضا خاں صاحب نے بہت جدوجہد کی ورنہ میٹاڈور پر رکھنا مشکل ہو جاتا۔ جنازہ مبارک اب قرولان روڈ سے کتب خانہ ہوتا ہوا قلعہ پر سے گزر کر حافظ صدیق ہائر سکنڈری اسکول والی سڑک سے ملوکپور جبوکی نالہ میں پہنچ گیا۔ اور جناب اقبال حسین صاحب کے مکان کے سامنے سے گزرتا ہوا شام کو ۶ بجے محلہ سوداگران رضا نگر پہنچ گیا۔ یہاں پر کافی پولیس کا انتظام تھا۔ عالیجناب احمد حسین ایس پی۔ بریلی نے اپنے افسران کے تعاون سے نظام کو بہتر بنائے رکھا۔ آپکی ہدایت تھی کہ کسی بھی عاشقان نوری کو تکلیف نہیں پہنچنی چاہیئے۔ اب جنازہ گلی میں داخل ہو چکا تھا۔

مشتاق حسین پرسوز آواز میں کہہ رہے تھے "ہمارے ولی کامل، ہمارے مرشد کی سواری آہستہ آہستہ درگاہ اعلیٰحضرت کی طرف جارہی ہے" اس آواز میں کپکپاہٹ تھی۔ اس شدت غم کی جو اسوقت دنیائے اسلام محسوس کر رہا تھا۔ تقریباً پونے سا نو بجے حضرت کو قبر شریف میں اتارا گیا۔ اس کام کو انجام دینے کے لیئے مولانا نعیم اللہ خاں صاحب حاجی فاروق صاحب مولانا ریحان رضا خاں صاحب قبر مبارک میں اترے۔ بابو میاں نے بتایا کہ حضرت کے چہرۂ مبارک پر ہلکا نورانی پسینہ تھا، ہزاروں عاشقان نوری باہر بلک رہے تھے لیکن جگہ کی قلت کی وجہ سے آخری دیدار نہیں کر سکے۔ رات کے آٹھ نو بجے کے درمیان قبر شریف کو مکمل طور پر بند کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؕ

۱۵ر نومبر ۸۱ء بروز یکشنبہ (اتوار) کو سوئم ہوا۔ بریلی کے علاوہ دیگر اضلاع میں بھی فاتحہ خوانی اور ختم قرآن پاک کیا گیا۔ جتنے کم پڑ گئے تو قرب و جوار سے منگائے گئے حضرت کے انتقال کے وقت سے سوئم تک لگ بھگ بیس لاکھ افراد بریلی تشریف لائے۔ سرکاری وغیر سرکاری اعداد و شمار کے مطابق یہ تعداد ۱۵ لاکھ سے ۲۰ لاکھ تک تھی۔ ملک کے مدبران و دانشوروں نے حضرت کو خراج عقیدت پیش کیا۔ جناب غلام صابر قادری صاحب لکھتے ہیں حکومت ہند کے نمائندے، یوپی حکومت کے نمائندے جناب رام سنگھ کھنہ اور بریلی عوام کی طرف سے محترمہ بیگم عابدہ احمد صاحبہ نے پھول چڑھائے۔ پاکستان، سعودی عرب، مصر، کویت، فلسطین، نائیجیریا، سوڈان، عرب امارات و سرکاری نمائندوں نے جسد مبارک پر گل پوشی کی۔

جناب رام سنگھ کھنہ ریاستی وزیر برائے جیل نے فرمایا کہ مفتی اعظم

صاحب کے انتقال کا تمام دنیا کو افسوس ہے حضرت کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنا ہی ہماری سچی عقیدت ہے، مسٹر اشفاق احمد ایم۔ ایل۔ اے نے کہا کہ ملک ایسی شخصیت سے محروم ہوگیا جو ملک کی شان مذہبی رہبر اور غریب پرور تھے۔ مفتی اعظم کا نام دنیا میں ہمیشہ روشن رہے گا۔ مولانا مشتاق احمد صاحب فیض آبادی نے کہا کہ اہلسنت کا سب سے عظیم سرمایہ رخصت ہوگیا ہے سچ تو یہ ہے کہ اس عظیم نقصان کی تلافی ناممکن ہے یہ ایک ایسا خلا ہے جس کا پورا ہونا محال ہے۔

حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد

حضرت کی سات بیٹیاں اور ایک فرزند تھے۔ آپکے لخت جگر کا انتقال تقریباً ۲ برس کی عمر میں ہوگیا تھا آپ کے داماد اسطرح ہیں حضرت ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں مرحوم مفسر اعظم ہند حضرت مولانا ساجد علی خاں مرحوم، حضرت الحاج ادریس رضا خاں عرف لائے میاں مرحوم، حضرت احمد حسن صاحب عرف لاڈلے میاں مرحوم، محترم جناب خلیل الرحمن خاں صاحب، محترم جناب فضل الرحمن خانصاحب، حضرت کی ایک صاحبزادی کا انتقال ہوگیا۔ باقی چھ حیات ہیں حضرت کے نواسے و نواسیاں بھی ہیں۔ مولانا جیلانی میاں رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں مولانا ریحان رضا خاں صاحب ہیں آپ سنی عوام کے رہنما اور قائد ملت ہیں۔ آپ کانگریس آئی کے ایم۔ ایل۔ سی و یوپی کانگریس کے نائب صدر ہیں ابھی آپ حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے تھے آپ نے دیگر اسلامی ممالک کا بھی سفر کیا ہے۔ مولانا اختر رضا خاں ازہری کا مرتبہ ہر حیثیت سے بلند ہے آپ کے فتاوی سب جگہ بھیجے جاتے ہیں۔ مولانا منان رضا خاں بڑی خوبیوں کے مالک ہیں اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ و حسن رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ و دیگر کتب بہت سلیقہ سے شائع کروا رہے ہیں۔ مولانا قمر رضا خاں مختلف علوم پر حاوی اور ایک خوش مزاج انسان ہیں۔ تنویر رضا خاں عرصہ سے لاپتہ ہیں۔ مولانا ساجد میاں رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند خالد علی خاں ہیں آپ نیک متقی انسان ہیں آپ حضور مفتی اعظم ہند سے بہت قریب رہے ہیں، مختلف سفر میں ساتھ رہے آپ سے بہت سی باتیں معلوم ہوئیں، مولانا ادریس رضا خاں عرف لائے میاں کے صاحبزادے جناب سراج رضا خاں ہیں جناب خلیل الرحمن صاحب کے صاحبزادے جناب جاوید رضا خاں ایل ایل بی ہیں۔ جناب فضل الرحمن خانصاحب کے لڑکے ضیاء الرحمن خاں، عطاء الرحمن خاں، نجم الرحمن خاں ہیں۔

آج مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۸۱ء یوم جمعہ کو یہ کتاب اس دعا کے ساتھ ختم کر رہا ہوں کہ حضور مفتی اعظم کی رفیقۂ حیات اور آپ کی تمام اولادوں، عزیز اقربا، مریدین، عاشقان نوری کو پروردگار عالم صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔

اور ہم سب سنی بھائیوں کو اللہ تعالیٰ صبر و سکون اور نیک ہدایت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

HAMARI KITABEN

HAMAR-E-NABI

(1) GUL-E-RAHMAT (Hindi) No. ONE
(2) GUL-E-RAHMAT (Hindi) No. TWO
(3) GUL-E-RAHMAT (Hindi) No. THREE
(4) GUL-E-RAHMAT (Hindi) No. Four

HAMARE-MUFTI AZAM

(5) RAHBAR-E-AZAM (URDU)
(6) MUFTI-AZAM HIND NUMBER

ADABI KITABEN

(7) AIN-E-ADAB for INTER, B.A. M.A.
(8) NAZRE-IQBAL for M.A.
(9) KHANAJANGI KA MUTALA for B.A. Final
(10) IBNUL WAQT KA MUTALA for M.A.

All books written by—

Sharafat Ullah
M.A. (Eng) M.A. (Urdu) B.Ed.

Mushtaq Husain Friends Book Corner
ISLAMIA MARKET, BAREILLY.

Raza Barque Press, Saudagran, Bareilly.